غیر مسلموں سے استعانت

کی

شرعی حیثیت

جناب مولانا مبشر احمد دار العلوم الاسلامیہ لاہور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ امابعد : جس طرح ایک فرد دوسرے افراد کے ساتھ تعلقات رکھنے پر مجبور ہے بعینہ ریاستیں بھی آپس میں تعلقات قائم رکھتی ہیں ریاست افراد پر مشتمل ہوتی ہے اور ریاستوں کے مابین تعلقات افراد کے مابین تعلقات کا دوسرا نام ہے لیکن ان تعلقات کی نوعیت مختلف اور قدرے پیچیدہ ہوتی ہے بین الاقوامی امور کو عام طور پر خارجہ امور ہی خیال کیا جاتا ہے بعض دفعہ اقوام کے مابین بھی تعلقات خالصتاً بین الاقوامی امور ہی خیال کئے جاتے ہیں یہ تعلقات لازماً بین الاقوامی معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں جبکہ بین الاقوامی تعلقات طاقتوں کے درمیان تعلقات کا نام ہے ؟ ان تعلقات کا تعین خارجہ پالیسی کے ذریعہ کیا جاتا ہے ۔

خارجہ پالیسی

خارجہ پالیسی کیا ہے وہ کونسے مقاصد ہیں جو اقوام ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات میں تلاش کرتی ہیں پالیسی کے ذرائع اور ایجنسیوں کی شناخت کس طرح کی جاسکتی ہے ریاستوں کے مابین الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے کی خاطر بین الاقوامی تعاون کا نام خارجہ پالیسی ہے اور اس کے بے شمار ذرائع ہوتے ہیں ان ذرائع میں سے ایک ذریعہ یہ ہوتا ہے کہ ہر ریاست دوسری ریاستوں میں سفراء اور قونصل مقرر کرتی ہے اور معاہدات کو زیر بحث لاتی ہے قرضے دیتی ہے اور لیتی بھی ہے اور ماہرین فن و قانون کا تبادلہ کرتی اور اشیاء ضرورت کی تجارت کرتی ہے اور فوجی تعاون حاصل کرتی ہے ۔ بین الاقوامی معاشرہ انہی تاروں اور لاکھوں پیچیدہ سیاسی ، معاشرتی ، معاشی ، اور ثقافتی روابط سے بنا ہوا ہے ۔

خارجہ پالیسی ریاست کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے اور اس کی سالمیت کو برقرار رکھنے کے لیے تشکیل دی جاتی ہے یہ قومی وقار بلند کرتی معیشت کے مفادات کو فروغ دیتی اور ضرورت پڑنے پر جنگ کے لیے تیار رہنے کے ذرائع تیار کرتی ہے بہر حال خارجہ پالیسی کا کلیدی مقصد ریاست کا دفاع ہوتا ہے۔

اسلامی ریاست

عصر حاضر میں دنیا دو مختلف کیمپوں میں بٹی ہوئی ہے ایک کیمپ جمہوری نظریہ حیات کا علمبردار ہے جبکہ دوسرا کیمپ اشتمالیت کا دعویدار ہے دنیا کا مستقبل ان دونوں حصوں کے درمیان پرامن بقائے باہم پر منحصر ہے لیکن دیگر عناصر کی موجودگی میں مذہب ایک اہم کردار ادا کرتا ہے مذہب اسلام کا کردار یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک نظریاتی ریاست قائم کرتا ہے۔ جو رنگ، نسل، زبان، یا جغرافیہ کی عصبیتوں کے بجائے صرف اصول کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے یہ ایک ایسی ریاست نہیں ہے جس کا کام صرف نظم وضبط قائم رکھنا اور سرحدات کی حفاظت کرنا ہو بلکہ یہ ایک مقصدی ریاست ہے جو امن پسندی اور بین الاقوامی عدل پر قائم ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست خارجہ

اسلام سے قبل عرب میں کوئی مرکزی طاقت نہ تھی ملک جنگجو قبائل میں بٹا ہوا تھا عرب جہالت کے قعر مذلت میں گرے ہوئے تھے اپنی گوناگوں خواہشات کی تکمیل کی خاطر انہوں نے الگ الگ بت بنائے ہوئے تھے زناکاری پر فخر کیا جاتا شراب نوشی وقمار بازی ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی عصمت وعفت کا کوئی تصوّر تک موجود نہیں تھا۔

تو بالآخر ساتویں صدی کے ربع اوّل میں حجاز کے ظلمت کدہ کے سینے سے ایک نیا آفتاب طلوع ہوا جس کی کرنوں نے دیکھتے ہی دیکھتے عالم کو جگمگا دیا اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

اس دُرّ یتیم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر سیرت نگاروں نے سیر حاصل کتب تحریر کی ہیں بحث وتحقیق کے انہی گوشوں میں سے ایک گوشہ آپ کی سیاست خارجہ کا بھی ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات کا آغاز قریش اور ان کے اتحادیوں سے کیا جن کا مغربی ساحل کے نصف سے اوپر کے حصّہ پر قبضہ تھا اس وقت رومی سلطنت اپنے مشرقی اور مغربی کرّوں میں زوال پذیر ہو رہی تھی اسے کئی طرح کے کینسر لگ چکے تھے لیکن دوسری طرف

بازنطینی صناعوں نے ایسے مضبوط گودام تعمیر کر رکھے تھے جہاں سامان حرب کے ڈھیر اور انبار لگے ہوئے تھے۔

اپنے وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے والی جدید فوجی اکادمیاں تھیں جہاں جنگی چالوں کی اعلیٰ ترین تربیت دی جاتی تھی۔

ان عالمی حالات میں رسالتِ مآب جمال لم یزل صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اصول اپنائے کہ لوگ ازخود ان کی طرف مائل ہونے لگے آپ نے مدینہ ہجرت کرنے سے پہلے بیعت عقبہ اولی و بیعت عقبہ ثانیہ کے ذریعہ سے اہل مدینہ کی رضامندی حاصل کی پھر ہجرت فرمائی۔

میثاق مدینہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ پہنچ کر قبائل سے ایک معاہدہ طے کیا جسے میثاقِ مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا جس سے اسلام کی حیثیت ممتاز ہوگئی تھی۔ یہ معاہدہ ان لوگوں سے طے کیا گیا جو ظلم اور گناہ کی راہ میں تیز رو تھے اس نے آنے والے دنوں کے لیے راہنما اصول مرتب کر دیے۔

آپ نے غیر مسلموں کی آزادی کو تسلیم کیا ہے ان سے جتنے عہد نامے کیے گئے ان میں جہاں انکی حریت ذات و مال تسلیم کی گئی وہاں ان کے عقائد اور اقامت شعائر کی آزادی بھی مانی گئی۔ فرمایا کہ

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ[1]

ترجمہ: اور آپ فرمادیں کہ یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اب جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر کرے۔

یہی وجہ تھی کہ جب آپ کے مشن کو غیر مسلموں سے کوئی خطرہ لاحق ہوا تو آپ نے انکی سرکوبی کی لیکن جب وہ صرف مذہبی معاملات میں اختلاف کرتے تو آپ ان کو اپنے حالات پر چھوڑ دیتے؟ آپ کسی غیر مسلم (یہودی عیسائی) سے اس وقت تک متصادم نہ ہوئے جب تک عرب میں وہ آپ کی سیاست سے نہ ٹکرائے اور معاہدات کی خلاف ورزی نہ کی۔

آپ کی جنگیں محض دفاعی اور رضائے الٰہی کے لیے ہوتی تھیں اور کافروں کا زور توڑنے کے لیے

---

[1] پ ۱۵

تاکہ وہ اہلِ ایمان کا راستہ نہ روک سکیں ؟ غزوہ بدر و احد و خندق اس کی بہترین مثالیں موجود ہیں ؟

اصول معاہدات

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم غیر مسلموں سے اعانت و استعانت کے مسئلے پر بحث کرنے سے قبل معاہدات کے اصول پر سرسری نظر ڈال لیں تاکہ ان راہنما اصولوں کی روشنی میں غیر مسلموں سے تعلقات و روابط اور مسئلہ استعانت عن غیر المسلمین پر کچھ کہا جا سکے ۔

یہ اصول درج ذیل ہیں :

۱ ۔ انسانیت کا احترام کرتے ہوئے اور قومیت سے بالاتر ہو کر وحدت انسانیت کی دعوت دینا۔

۲ ۔ یگانے اور بیگانے کے تصور سے پاک دوست و دشمن کی تفریق سے ناآشنا قوی و ضعیف کے امتیاز سے مبرا ہو کر عدل و انصاف پر قائم رہنا اس آیت میں ان دونوں اصولوں کو ذکر کر دیا گیا ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ـــــ ۔

ترجمہ : اے اہل ایمان اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہو اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ عدل کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے ۔

انہیں دو اصولوں ـ وحدت انسانیت اور بے لاگ عمل کی اساس پر مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین تعلقات کے اصول وضع کیے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بین الاقوامی تعلقات کے قواعد و ضوابط کو بہت تفصیل سے بیان کیا ۔

تعلقات کی نوعیت

غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کی عام نوعیت محض دوستی اور رواداری کی ہوتی ہے اور تعاون و اتحاد کی راہ قائم کر کے لڑائی کا خاتمہ ہوتا ہے چونکہ اسلامی ریاست کا محور وحدت ربانی پر ہوتا ہے اس لیے غیر مسلموں کے ساتھ دائمی اتحاد و تعاون ناممکن ہوتا ہے ۔ جب آپ نے ہجرت کے بعد مدینہ کی شہری ریاست کی

معاملات و تعلقات کی حدود کیا ہیں اب ہم اس کی شرعی حیثیت کی وضاحت کرتے ہیں اس میں علماء کے دو فریق ہیں۔

فریق اوّل فریق اوّل کا خیال یہ ہے کہ اسلامی ریاست کے تعلقات غیر مسلموں کے ساتھ اس اصول پر مبنی ہونے چاہئیں جو علماء قانون دُوَلی نے مقرر کیے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اسلام غیر مسلموں سے ربط و معاملات و استعانت کو صرف اس لیے ناجائز قرار نہیں دیتا کہ وہ غیر مسلم ہیں بلکہ ان کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات و معاملات خواہ تجارتی نوعیت کے ہوں یا فوجی و سیاسی نوعیت کے سب جائز ہیں ہاں اگر غیر مسلم مسلمانوں پر زیادتی کرتے ہوں ان کے حقوق پامال کرتے ہوں اور دعوتِ اسلام کی راہ میں رکاوٹ ہوں اور مسلمانوں کی آزادی سلب کرنا چاہتے ہوں تو پھر ان سے کسی قسم کا ربط و تعلق نہ رکھا جائے یعنی ان سے استعانت نہ لی جائے۔

دلائل و بینات اس فریق کے دلائل و براہین حسب ذیل ہیں:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝[1]

ترجمہ: تمہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر احسان کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے معاملہ میں نہیں لڑتے اور نہ انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے۔ تم ان پر احسان کرو اور ان سے انصاف کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ منع کرتا ہے ان لوگوں کے بارہ میں جو تم سے دین کے معاملہ میں لڑتے ہیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالتے ہیں اور تمہارے

---

[1] الممتحنہ آیت: ۸-۹

اخراج کے سلسلہ میں مدد کی اور جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے وہ ظالموں میں سے ہے۔

تشریح اس آیت میں لیسے کفار جنہوں نے مسلمانوں سے مقابلہ نہیں کیا اور مسلمانوں کی ایذا رسانی میں کسی کا ساتھ نہیں دیا ان کے ساتھ عدل انصاف اور بر واحسان کا حکم دیا جا رہا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ غیر مسلموں سے استعانت بالکلیہ منع نہیں بلکہ بعض وجوہات کی بنا پر منع ہے جیسے کہ اس آیت کا پس منظر بھی بتاتا ہے صحیح بخاری میں حضرت اسمار بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کی والدہ بحالت کفر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ پہنچیں مسند احمد کی راویت کے مطابق یہ واقعہ غزوہ حدیبیہ کے بعد کا ہے ان کی والدہ کا نام قبیلہ تھا یہ اپنی بیٹی کے لیے تحفے وہدیے لیکر پہنچیں تو حضرت اسمار نے ان کے تحفے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے گھر بھی آنے کی اجازت اس وقت تک نہ دی جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر لیا تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں [۱]

(۲)- فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ [۲]

ترجمہ: اگر تم سے وہ الگ رہیں اور تم سے مقابلہ نہ کریں اور تم سے صلح کرنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان سے لڑنے کی کوئی صورت نہیں رکھی۔

تشریح اس آیت کے سیاق وسباق سے اس مسئلے کو واضح کیا گیا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ کن حالات میں تعلقات کو قائم رکھنا ہے اور کن حالات میں نہیں رکھنا۔

ان آیات کا پس منظر دیکھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ غیر مسلموں سے استعانت منع نہیں ہے ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کی ہے کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے بعد واقعہ بدر واحد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہماری قوم بنی مدلج سے صلح کر لیجئے تو آپ نے حضرت خالد کو تکمیل صلح کے لیے روانہ کیا مضمون صلح یہ تھا۔

---

[۱] معارف القرآن مفتی محمد شفیع ج ۸ ص ۴۰۵

[۲] نسار آیت: ۹۰

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کی مدد نہ کریں گے اور قریش مسلمان ہو جائیں گے تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے اور جو قومیں ہم سے متحد رہیں گی وہ بھی اس معاہدہ میں شریک رہیں گے لہ

خلاصہ اس فریق اول کے نظریہ و دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار اور غیر مسلموں سے ہر حال میں تعلقات و معاملات کو منع نہیں کیا گیا بلکہ جب وہ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بن رہے ہوں یا اہل اسلام پر ظلم و ستم ڈھا رہے ہوں تو پھر ان سے مقاتلہ و جہاد بھی کیا جائے اور دوستی و موالات ختم کر کے ہر قسم کی اعانت و استعانت سے کنارہ کشی اختیار کی جاوے۔

یہ اگر وہ آیات قتال کا جواب یہ دیتا ہے کہ وہ آیات مفید ہیں مطلق نہیں ہیں یا منسوخ ہیں یعنی قتال کا حکم محض قطع فتنہ و دفع ظلم ہے جب وہ نہ ہو تو کفار و مسلمان ایک ساتھ رہ سکتے ہیں اور عانت و استعانت کر سکتے ہیں ٢ہ

فریق ثانی کا نظریہ دوسرے فریق کا نظریہ یہ ہے کہ اسلام اپنے مخالف کو قبول اسلام کی دعوت دیتا ہے اور یہ دعوت دو طرح سے ہوتی ہے۔ ١۔ زبان سے ٢۔ تلوار سے۔ پس جن لوگوں کو زبان سے تبلیغ اسلام کی گئی اور انہوں نے یہ دعوت قبول نہ کی تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ تلوار اٹھائیں اور منکروں سے قتال کریں خواہ وہ عرب کے مشرک ہوں یا کسی دوسرے مقام کے مشرک اور کافر سے اس وقت تک قتال و جدال کا سلسلہ بند نہیں کیا جاوے گا جب تک وہ اسلام قبول نہ کر لیں اسی طرح خواہ غیر عرب مشرکین ہوں یا اہل کتاب ہوں ان سے بھی اس وقت تک قتال و جدال کیا جاوے جب تک وہ اسلام قبول نہ کر لیں یا جزیہ دینے پر راضی نہ ہو جائیں اور ماتحت رہنے پر راضی نہ ہو جائیں۔

ہاں اگر کوئی وقتی مجبوری پیش نظر ہو تو بھی وقتی مسالمت و صلح جائز ہے یعنی مسلمان بالکل کمزور ہو گئے ہیں اور مخالف توانا اور سوائے مسالمت کے کوئی جان بچاؤ کی صورت نہیں ہے تو اسی وقت

لہ معارف القرآن مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ج ٢ ص ٥١٠

٢ہ اقتباسات از اسلام اور رواداری از رئیس احمد جعفری ندوی ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ۔ ج ٢ ص ١٣١ تا ١٤٢

تک جب تک ضرورت مسالمت کی داعی ہو صلح کر لی جاوے جونہی یہ ضرورت ختم ہو جہاد و قتال واجب ہو جائے گا اور ان غیر مسلموں سے کسی قسم کی استعانت و موالات و معاملات و رواداری جائز نہ ہوگی۔

فریق ثانی کے دلائل و بینات

اس نظریہ کے علماء زیادہ تر ان آیات و روایات کو پیش کرتے ہیں جن میں کفار کے ساتھ قتال و عدم موالات کا ذکر آیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ [1]

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی جماعت کے سوا دوسروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری مخالفت میں کمی کرنے والے نہیں ہیں تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو پسند ہے تمہاری دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہے تمہارے خلاف جو ان کے اندر ہے وہ اس سے بھی زیادہ سنگین ہے ہم تمہارے سامنے اپنی آیات کو کھول کر رکھ رہے ہیں اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو؟

تشریح

فریق ثانی نے اپنے نظریہ عدم استعانت بالکفار (یعنی غیر مسلموں سے مدد نہ لینا) پر اس آیت کو بڑے شدّ و مدّ سے پیش کیا ہے اور بہت اہم دلیل قرار دیا ہے۔ پہلے ہم اس آیت کے پس منظر کو پیش کرتے ہیں تاکہ نتیجہ نکالنا آسان ہو جائے؟

یہود کے قبیلے

مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ ان میں سے بنو قینقاع کے کھیت یا باغ نہ تھے یا تو وہ تجارت کرتے تھے یا زرگری۔ ان کی آبادی بھی بنو نضیر یا بنو قریظہ کی طرح الگ نہ تھی عربوں ہی کی آبادی میں وہ رہتے

---

[1] آل عمران ۳ – ۱۱۹/۴

تھے ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ یہ لوگ مدینہ میں اسلامی آبادی کے اندر رہتے تھے دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ قینقاع کی بستی تو آج کل محض میدان ہے باقی دونوں یہودی قبیلوں کے باغات بھی تھے اور کھیت بھی۔ بنو نضیر کی بستی جنوبی سرے پر تھی اور وادی مذینیب کے دونوں کنارے اس آبادی سے مزین تھے اور اس بستی کے پاس ہی جنوب کی جانب ایک ٹیلے پر کعب بن اشرف کا قلعہ تھا جس کے کھنڈرات اب تک باقی ہیں تمام یہودیوں میں باہم تجارتی روابط قائم تھے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس زمانے میں عرب وشام کی بین الملی اور بین الملکی تجارتوں پر عملاً یہودیوں کا قبضہ تھا۔ ہجرت تک مدینہ کے اوس اور خزرج عرب یہودیوں سے دبے ہوئے تھے کیونکہ وہ ان کے مقروض رہتے تھے۔

اوس وخزرج کے ان کے ساتھ قدیم زمانہ سے تعلقات تھے انفرادی طور پر بھی ان قبیلوں کے افراد ان کے افراد سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے اور قبائلی حیثیت سے بھی ایک دوسرے کے حلیف تھے جب اوس وخزرج کے قبیلے مسلمان ہو گئے تو اس کے بعد بھی وہ یہودیوں کے ساتھ پرانے تعلقات نباہتے رہے لیکن یہودیوں کو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مشن سے جو عداوت تھی اس کی وجہ سے وہ اس نئی تحریک میں شامل ہونے والوں سے مخلصانہ محبت سے کنارہ کش ہو گئے اور منافقانہ رویہ سے مسلمانوں کی جماعت میں اندرونی خلفشار اور فتنہ وفساد برپا کرنے کے منصوبے اور پلان بناتے رہتے تھے اور مسلمانوں کے جماعتی راز معلوم کر کے ان کے دشمنوں تک پہنچاتے رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان غیر مسلموں کی اس منافقانہ روش سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ آیت اتاری جس کا ترجمہ آپ پڑھ چکے ہیں [1]

اس پوری آیت میں اہل کتاب (غیر مسلموں) کی باطنی واندرونی تصویر پیش کی گئی ہے اور وہ یہ ہے۔ ۱۔ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا۔ وہ تمہاری مخالفت میں کمی کرنے والے نہیں۔ ۲۔ وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ: تمہارا نقصان انہیں پسند ہے۔ ۳۔ قد بَدَتِ البغضآء بغض وکینہ۔ ۴۔ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ: ان کو تم سے کوئی محبت نہیں۔ ۵۔ واذا خَلَوْا

---

[1] معالم القرآن مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۲۲۶ مطبوعہ ادارہ تعلیمات القرآن سیالکوٹ۔

عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ : جب علیحدہ ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف جوش غضب میں انگلیاں کاٹتے ہیں۔ ۶۔ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ : تمہاری اچھائی انہیں بُرائی لگتی ہے۔ ۷۔ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوْا بِهَا ؕ تمہاری بُرائی پر خوش ہوتے ہیں (قرون اولیٰ سے آج تک تمام غیر مسلموں کی یہی باطنی تصویر چلی آرہی ہے۔ الکفر ملۃ واحدۃ کے اصول کے مطابق) (المرتب)

تفسیر کبیر امام التفسیر فخر الدین الرازی اپنی مشہور تفسیر میں اس آیت کا نقشہ یوں پیش کرتے ہیں۔

فیه ست مسائل الاولی اکد اللہ تعالیٰ الزجر عن الرکون الی الکفار۔

ترجمہ : اس آیت میں چھ مسائل ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غیر مسلموں کی طرف میلان کرنے سے سختی کے ساتھ ڈانٹا ہے۔

الثانیہ نهی اللہ عزوجل المؤمنین بهذه الایة ان یتخذوا من الکفار والیهود واهل الاهواء دخلاء وولجاء یفاوضونهم فی الاٰراء ویسندون الیهم امورهم ویقال کل من کان علی خلاف مذهبك ودینك فلا ینبغی لك ان تحادثه۔

ترجمہ : دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع کیا ہے کہ وہ کفار اور یہود اور خواہش پرستوں کو اپنی آراء اور مشوروں میں دخیل بنائیں اور اپنے امور (کام معاملے) ان کے سپرد کریں اور صاحب حکمت لوگوں کا مقولہ ہے کہ جو بھی تیرے مذہب اور دین کا مخالف ہے تجھے اس سے گفتگو بھی نہیں کرنی چاہیے۔

وفی سنن ابی داؤد عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل [1]

---

[1] فخر الدین رازی۔ تفسیر کبیر ج ۴ / ۱۷۸ مطبوعہ بیروت

ترجمہ : سنن ابی داؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لیے اس کو پہلے دیکھ لینا چاہیے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔

ثم بیّن تعالیٰ المعنی الذی لاجلہ نھی عن المواصلۃ فقال (لا یالونکم خبالاً) یقول فساداً یعنی لا یترکون الجھد فی فسادکم یعنی انھم وان لم یقاتلوکم فی الظاھر فانھم لا یترکون الجھد فی المکر والخدیعۃ علی ما یأتی بیانہ[1]

ترجمہ : پھر اللہ تعالیٰ نے وہ وجہ بیان فرمائی ہے جس کی بنا پر غیر مسلموں سے تعلقات رکھنے سے منع کیا گیا ہے فرمایا کہ وہ تمہارے فساد اور خرابی میں ذرا بھر بھی کمی نہیں کرتے یعنی تمہارے فساد اور ویرانی و تباہی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے اگرچہ ظاہراً وہ تم سے لڑائی بھی نہیں کرتے مگر مکر و فریب اور دھوکہ دہی کے ساتھ تمہارے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں اور اپنی کوششیں نہیں چھوڑتے۔

وروی ان ابا موسیٰ الاشعری استکتب ذمیا فکتب الیہ عمر یعنفہ وتلا ھذہ الایۃ۔

ترجمہ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی کو کاتب بنایا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر بہت نکیر (ناپسندیدگی) کی اور یہی آیت تلاوت کی۔

وقدم ابوموسیٰ الاشعری علی عمر رضی اللہ عنھما بحساب فرفعہ الی عمر فاعجبہ وجاء عمر کتاب فقال لابی موسیٰ این کاتبک یقرء ھذا الکتاب علی الناس فقال انہ لا یدخل المسجد فقال لِمَ : اَجُنُبٌ ھو : قال انہ نصرانی فانتھرہ

---

[1] فخر الدین رازی۔ تفسیر کبیر ج ۴ ص ۱۷۸ مطبوعہ بیروت

وقال لاتدنیھم وقد اقصاھم اللہ ولاتکرمھم وقد اھانھم اللہ ولاتأمنھم وقد خوّنھم اللہ [1]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری اپنا حساب وکتاب لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو اس پر وہ خوش ہوئے اور حضرت عمر کو خط پیش کیا تو آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کا کاتب کہاں ہے جو یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سناتا ہے تو ابوموسیٰ اشعری نے عرض کی وہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا حضرت عمر نے پوچھا کیا وجہ ہے آیا وہ جنبی (ناپاک) ہے عرض کی نہیں بلکہ وہ نصرانی ہے تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بہت جھاڑا اور فرمایا کہ ان کو اپنے نزدیک نہ کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسوا کیا ہے ان کو عزت نہ دو جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حقیر و ذلیل کیا ہے ان پر اعتماد نہ کرو اللہ تعالیٰ نے ان کو خیانتی قرار دیا ہے۔

وعن عمر رضی اللہ عنہ قال لاتستعملوا اھل الکتاب فانھم یستحلون الرّشا واستعینوا علی امورکم وعلی رعیتکم بالذین یخشون اللہ تعالیٰ [2]

ترجمہ: اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل کتاب کو عامل نہ بناؤ کیونکہ وہ رشوت کو حلال سمجھتے ہیں اپنے امور (معاملات) اور اپنی رعایا پر ان لوگوں سے استعانت لو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں یعنی اہل ایمان سے۔

امام فخرالدین رازی کی رائے

قلت وقد انقلبت الاحوال فی ھذہ الازمان باتخاذ اھل الکتاب کتبۃ وامناء وتسوّدوا بذالک عند الجھلۃ الأغبیاء من

---

[1] فخرالدین رازی۔ تفسیر کبیر ج ۴ ص ۱۷۹

[2] ایضاً

الولاة والامراء وروى انس بن مالك قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتستضیئوا بنار المشرکین ولا تنقشوا فی خواتیمکم غربیًا . فسّره الحسن بن ابی الحسن فقال اراد علیه السّلام لاتستشیروا المشرکین فی شئ من امورکم ولاتنقشوا فی خواتیمکم محمدًا[1]

ترجمہ : میں کہتا ہوں کہ ان زمانوں میں تو حالات بہت بدل چکے ہیں اہل کتاب کو میر منشی اور امین بنانے کے متعلق کیونکہ انہوں نے ان عہدوں کی وجہ سے جاہل غبی کودنٔ حاکموں اور امیروں کے ہاں بہت بڑا مقام حاصل کر لیا ہے حالانکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مشرکین کی آگ سے روشنی بھی حاصل نہ کرو اور محمد عربی کا نام اپنی انگوٹھیوں میں نقش نہ کرو حضرت حسن بن ابی الحسن نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی علیہ السّلام کا مقصد یہ تھا کہ مشرکین (غیر مسلموں) سے مشورے مت طلب کرو اور نہ ہی انگوٹھیوں میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نقش کراؤ۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی مکمل تشریح کے بعد تحریر فرماتے ہیں :

والمعنیٰ فی الآیة ان من کانت هذه صفته من شدة العداوة والحقد والفرح بنزول الشدائد علی المؤمنین لم یکن اهلاً لأن یتخذ بطانة لاسیما فی هذا الامر الجسیم من الجهاد الذی هو ملاك الدنیا والاخره[2]

ترجمہ اس آیت کا مفہوم وخلاصہ یہ ہوا کہ جس شخص کی یہ فطرت ہو کہ وہ مسلمانوں پر مصائب کے نزول پر سخت خوشی محسوس کرے اور اس میں مسلمانوں کے خلاف

---

[1] فخر الدین رازی ۔ تفسیر کبیر ج ۴ ص ۸۰ - ۱۷۹

[2] تفسیر القرطبی ج ۴ ص ۱۸۲

سخت عداوت وکینہ پایا جاتا ہو تو وہ اس بات کا اہل نہیں ہے کہ اسے اپنا رازدار اور اپنے معاملات وامور میں شامل کیا جائے خاص طور پر اس عظیم امر جہاد میں کیونکہ جہاد تو دنیا و آخرت دونوں کا مالک ہے یعنی مسلمانوں کے حفاظت کا اہم ذریعہ ہے۔

مولانا محمد علی الصدیقی الکاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اس آیت میں مخطِ نظر من دونکم کی قید ہے جس کا مطلب ہے کہ ان یہودیوں اور اہل کتاب کے ساتھ اس قسم کی بطانہ (دوستی) ناجائز ہے جو مسلمانوں کے بالمقابل یا ان کے مفادات پر مقدم ہے اس لیے مسلمانوں کے کسی اجتماعی ادارے یا محکمے کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد و مصالح کے برخلاف کفار و غیر مسلمان کے ساتھ بطانیہ کا تعلق قائم کرے [1]

امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں بِطانۃ کا ترجمہ لکھا ہے رازدار دلی دوست مشیر ومعتمد: عربی کی لغت لسان العرب میں لکھا ہے:

بطانۃ الرجل صاحب سرّہ و داخلۃ امرہ الذی یشاورہ فی احوالہ۔

یعنی کسی کو اپنا رازدار بنانا اور اپنے معاملات میں داخل کرکے اپنے حالات کے بارہ میں مشورے لینا [2]

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی ملّت کے سوا کسی کو اس طرح کا معتمد و مشیر نہ بناؤ کہ اس سے اپنی حکومت کے راز کھل جائیں [3]

اسلام نے اپنی عالمگیر رحمت کے سایہ میں جہاں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی نفع رسانی اور مروّت و رواداری کی غیر معمولی ہدایات فرمائی اور نہ صرف زبانی ہدایات بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام معاملات میں اس کو عملی طور پر رواج دیا ہے وہیں عین

---

[1] معالم القرآن ج ۴ ص ۲۲۷ محمد علی صدیقی کاندھلوی مطبوعہ ادارہ تعلیمات القرآن سیالکوٹ۔

[2] ایضاً ج ۴ ص ۲۲۷ تفسیر القرطبی ج ۴ ص ۱۷۸

[3] معارف القرآن ج ۲ ص ۱۵۸

حکمت کے مطابق مسلمانوں کی اپنی تنظیم اور اس کے مخصوص شعائر کی حفاظت کے لیے یہ احکام بھی صادر فرمائے کہ قانون اسلام کے منکروں اور باغیوں غیر مسلموں سے تعلقات کی ایک خاص حد سے آگے بڑھانے کی اجازت مسلمان کو نہیں دی جاسکتی کہ اس سے فرد اور ملت دونوں کے لیے خطرے کھلے ہوئے ہیں اور یہ ایسا صریح معقول مناسب اور ضروری انتظام جس سے فرد اور ملت دونوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ [1]

روس اور چین میں کسی ایسے شخص کو جو کمیونزم پر ایمان نہیں رکھتا کسی ذمہ دار عہدہ پر فائز نہیں کیا جاتا اور اس کو مملکت کا راز دار اور مشیر نہیں بنایا جاتا۔

اسلامی مملکتوں کے زوال کی داستانیں پڑھیے تو زوال کے دوسرے اسباب کے ساتھ بکثرت یہ بھی ملے گا کہ مسلمانوں نے اپنے امور کا راز دار اور معتمد غیر مسلموں کو بنا لیا تھا سلطنت عثمانی کے زوال میں بھی اس کو کافی دخل تھا۔ [2]

ابوبکر جصاص الحنفی کا نظریہ

امام ابوبکر الجصاص الحنفی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت بطانۃ کے تحت احکام القرآن میں باب کا عنوان قائم کرتے ہیں

باب الاستعانۃ باھل الذمۃ۔

یعنی اہل ذمہ (غیر مسلموں) سے استعانت لینا۔

اس کے بعد یہی مذکورہ آیت تحریر فرما کر لکھتے ہیں:

فنھی اللہ تعالیٰ المؤمنین ان یتخذوا اھل الکفر بطانۃ من دون المؤمنین وان یستعینوا بھم فی خواص امورھم الیٰ قولہ وفی ھذہ الایۃ دلالۃ علیٰ ان لایجوز الاستعانۃ باھل الذمۃ فی امور المسلمین من العمالات والکتبۃ وروی ابوحیان التیمی عن فرقد بن صالح عن ابی

---

[1] معارف القرآن ج ۲ ص ۱۵۸ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی

[2] ایضاً ج ۲ ص ۱۵۹ ۔

دھقانۃ قال کنت مملوکا لعمر فکان یقول لی اسلم فانک ان اسلمت استعنت بک علی امانۃ المسلمین فانہ لا ینبغی علی امانتھم من لیس منھم فابیت فقال لا اکراہ فی الدین فلما حضرتہ الوفاۃ اعتقنی فقال اذھب حیث شئت [1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع فرمایا کہ غیر مسلموں کو بطانۃ (راز دار) نہ بنائیں اور ان سے اپنے خاص امور (مثلاً دفاع یا خزانہ وغیرہ) میں استعانت (مدد) حاصل نہ کریں۔

۔۔۔آیت میں اس بات پر دلالت ہے کہ امور مسلمین مثلاً عامل بنانا یا میر منشی بنانے میں ذمیوں (غیر مسلموں) سے استعانت لینا جائز نہیں اور ابو حیان التیمی عن فرقد بن صالح ابو دہقان کی روایت نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو میں مسلمانوں کی امانتوں پر تجھ سے استعانت لوں گا کیونکہ مسلمانوں کی امانتوں پر غیروں سے مدد لینا جائز نہیں ہے۔ میں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے فرمایا اسلام میں زبردستی و اکراہ و جبر جائز نہیں۔ اس کے بعد جب حضرت عمر کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے مجھے آزاد کر دیا اور فرمایا جاؤ جہاں تمہاری منشا ہو۔

علامہ آلوسی بغدادی

علامہ آلوسی البغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں اسی قول کو راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس قال کان رجال من المسلمین یواصلون رجالاً من الیھود لما کان بینھم الجوار والحلف فی الجاھلیۃ فانزل اللہ فیھم ینھاھم عن مباطتھم تخوف الفتنۃ علیھم والفرح [2]

---

[1] احکام القرآن ابی بکر جصاص الحنفی ج ۲ ص ۲۳۶ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

[2] روح المعانی ج ۲ ص ۲۷ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی مکتبہ امدادیہ ملتان

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان جاہلیت کے زمانہ میں اپنے حلیف اور ہمسایہ یہودیوں سے تعلقات قائم کئے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان یہودیوں (غیر مسلموں) سے مباطنت (پرخلوص رازداری و دوستی) سے منع فرمایا تاکہ ان کے فتنوں اور خوشیوں سے بچا جا سکے۔

دوسری دلیل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ [1]

ترجمہ: اے مسلمانو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے وہ ان میں سے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور کافر ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔

تشریح یہ آیت دراصل آیت ۵۱ کی تاکید کے لیے ہے اس آیت میں یہی حکم بیان ہوا تھا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اہل کتاب یہود اور نصاریٰ کے ساتھ موالات نہ کریں اس آیت ۵۷ میں اس کی علت اور وجہ بھی بتا دی گئی کہ وہ جب تمہارے دین کو کھیل اور مذاق سمجھتے ہیں اور تمہارے دین کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تو ایسے لوگوں سے موالات اور دوستی مناسب نہیں۔ تجربہ نے یہ بھی بتلا دیا کہ بنسبت دیگر کفار کے اہل کتاب میں سے مسلمان ہونیوالوں کی تعداد بہت کم ہے۔

آیت ۵۱ میں تنبیہانہ الفاظ میں منع کر دیا کہ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ۔ جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ ان میں سے ہو جائے گا؟ کیونکہ خود غیر مسلموں کا جب یہ دستور ہے کہ وہ گہری دوستی صرف اپنی قوم کے لیے اور اپنے مذہب والوں سے رکھتے ہیں تو مسلمان ان سے دوستی کیونکر رکھتا ہے؟

آیت مذکورہ کا پس منظر اتنی بات تو سب جانتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں تشریف آوری کے بعد یہود مدینہ

---

[1] المائدہ ۵۷/۶

ـــ سے صلح ومصالحت کا پیمان کیا اور ایک دستاویز کی صورت میں یہودیوں سے عہد وپیمان کیا اس دستاویز میں یہ بات خاص طور پر لکھی تھی وان بینهم النصر علی من دهم۔ [۱]

وان علی الیهود نفقتهم وعلی المسلمین نفقتهم وان بینهم النصر علی من حارب اهل هذه الصحیفة۔

ترجمہ: جو بھی اہل مدینہ پر حملہ آور ہوگا تو ان معاہد فریقین کو ایک دوسرے کی مدد لازمی ہوگی اور یہود پر اپنا خرچہ ہوگا اور مسلمانوں پر اپنا خرچہ ہوگا اور جو بھی اس دستاویز والوں سے جنگ کرے گا تو دونوں فریق ایک دوسرے کی مدد کو پہنچیں گے۔

وان بینهم النصح والنصیحة والبر دون الاثم۔

ترجمہ: وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی پر عمل پیرا رہیں گے اور باہم مشورہ کریں گے۔ وفا ان کا شیوہ ہوگا نہ عہد شکنی۔

یہ دستاویز ۵۳ دفعات پر مشتمل ہے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اس معاہدے کو دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ مدینہ کی حفاظت کے علاوہ اندرونی استحکام کے لیے اس کی ضرورت تھی کہ آس پاس کے قبائل سے دوستی کی جائے چنانچہ ہجرت کے چند ماہ بعد ہی آنحضرت مدینہ کے جنوب مغربی ساحل سے متصل علاقوں کا بار بار دورہ کرتے ہیں اور بنیوع وغیرہ میں رہنے والے قبائل سے حلیفی کرتے ہیں مگر یہود کی اپنی بدقسمتی کہ اس اسلامی رواداری کے باوجود اپنے دشمنوں سے گرویدہ رہے اور معاہدے کی بارہا خلاف ورزی کرتے رہے بالاخر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا جو مائدہ آیت ۵۱ میں ہے اور پھر اس کے کچھ روز بعد سورۃ برأت نازل ہوئی جس میں غیر مسلم رعایا کے برتاؤ کا عام اصول یعنی جزیہ کا حکم نازل ہوا [۲]

---

[۱] سیرۃ ابن ہشام ج اول مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز لاہور

[۲] رسول اکرم کی سیاسی زندگی ص ۲۷۵ ڈاکٹر حمید اللہ۔ مطبوعہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی عہد نبوی میں نظام حکمرانی: ڈاکٹر حمید اللہ ص ۲۴۳

اعجازِ قرآنی کا ایک نمونہ

بہر حال مائدہ کی آیت ۵۱ سے ۵۸ تک بڑی وضاحت کے ساتھ اس مسئلے کو بیان کیا گیا اور کس قدر خوبصورت انداز میں مختلف طریقوں سے اہلِ ایمان کو غیر مسلموں یعنی یہود و نصاریٰ کی موالات سے روکا گیا ہے اور وہ انداز یہ پڑھئے اور سر دھنیے ۔

۱ ۔ بصیغہ نہی موالات سے روکا اور نام لے کر روکا ۔

۲ ۔ ان کے سیاسی گٹھ جوڑ کی نشاندہی فرما کر موالات سے روکا ۔

۳ ۔ یہ کہہ کر روکا کہ اُن سے موالات کرنے والے کا شمار ان میں ہی سے ہوگا ۔

۴ ۔ یہ کہہ کر روکا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے محروم ہو جاتے ہیں ۔

۵ ۔ یہ کہہ کر روکا کہ ایسا کرنے والے ظلم کار ہیں ۔

۶ ۔ یہ کہ موالات شک و نفاق کے نتائج میں سے ایک نتیجہ ہے ۔

۷ ۔ یہ کہہ کر روکا کہ موالات کا نشہ ان کو ہوتا ہے جو مستقبل کو شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں ۔

۸ ۔ یہ خبر دے کر روکا کہ فتح و نصرت عنقریب اسلام کی ہوگی اور تمہارے اندیشوں کا گھروندا گر جائے گا ۔

۹ ۔ یہ کہہ کر روکا کہ جن کے اقتدار کے اندیشے سے تم موالات کر رہے ہو وہ ذلیل ہونگے ۔ اور موالات کی سب کوششیں رائیگاں جائیں گی [۱]

ابوبکر جصاص الحنفی کی وضاحت

فیہ نہی عن الاستنصار بالمشرکین وقد روی عن انس انہ حین اراد الخروج الی احد جاء قوم من الیھود وقالوا نحن نخرج معک فقال انا لا نستعین بمشرکین [۲]

---

[۱] معالم القرآن ج ۶ ص ۶۱۷ مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی معارف القرآن ج ۳ ص ۷۰ ۔ ۱۷۱

[۲] احکام القرآن ج ۲ ص ۴۴۴ للجصاص الحنفی مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۔

ترجمہ: اس آیت میں مشرکین سے استعانت اور مدد لینے سے منع کر دیا گیا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوۂ احد میں نکلنے کا ارادہ کیا تو کچھ لوگ یہودیوں کے آئے اور کہنے لگے ہم آپ کے ساتھ نکلنا چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا ہم یہود سے استعانت و مدد نہیں لیتے۔

تیسری دلیل

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ[1]

ترجمہ: اہل ایمان نہ دوست بنائیں کافروں کو مؤمنین کو چھوڑ کر اور جو بھی ایسا کریگا تو وہ یاد رکھے کہ اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی سروکار نہیں ہوگا ہاں اگر تم کسی کے شر سے بچنے کے لیے اپنا بچاؤ چاہتے ہو تو کر سکتے ہو اور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنے سے ڈرا رہا ہے اور بالآخر تم سب کو اس کے حضور میں پیش ہونا ہے۔

تشریح

اس سے قبل کی آیات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ بنی اسرائیل کی حیثیت ایک برباد گھر کی ہے اب اس کا گر جانا یقینی ہے اور اسلامی نظام حیات کو بپا ہو کر رہنا ہے اس کے بپا ہونے کی ذمہ داری چونکہ اہل ایمان پر ہے اس لیے ان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ فیصلہ کا وقت قریب آچکا ہے لہٰذا وہ زندگی کے کسی محاذ پر کمزوری نہ دکھائیں اور اپنے شخصی روابط اور علاقوں کو اسلامی علاقوں پر ترجیح نہ دیں اور دشمنوں کو اپنا مددگار نہ بنائیں میدان جنگ گرم ہو چکا ہے دوست و دشمن کی صفیں الگ ہو چکی ہیں اس لیے ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ملت کے ہمسروں سے رابطے کو مضبوط کریں اور انہیں کو اپنا مددگار بنائیں کیونکہ مسلمان سادہ لوح اور شریف الطبع ہوتا ہے اور کافر فاجر فریب کار اور لئیم ہوتا ہے وہ بہت جلد اپنی مکاری و فریب کاری کے جال سے مسلمان کو آلۂ کار بنا کر مسلمان ہی کی جڑیں کھوکھلی کرتا ہے۔ لہٰذا اے مسلمانو اللہ تعالیٰ

---

[1] آل عمران ۲۸/۳

اور رسول اللہ کا دشمن کبھی تمہارا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔

ایک مسلمان کی ساری امیدیں اور خوف صرف خدا وند رب العزت سے واسطہ ہونی چاہئیں اور اسی کی نصرت پر توکل ہونا چاہیے [۱]

موالات۔ مواسات۔ مدارات و معاملات میں فرق

موالات قلبی دوستی کے علاوہ اہم نصرت و اعانت کو بھی کہتے ہیں یہ صرف مؤمنین کے ساتھ خاص ہے غیر مسلم کے ساتھ یہ تعلق کسی حال میں جائز نہیں ہے ۲ دوسرا درجہ مواسات کا ہے جس کے معنی ہمدردی خیر خواہی اور نفع رسانی کے ہیں یہ صرف ان غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے جو مسلمانوں کے ساتھ برسر پیکار نہیں ہیں تیسرا درجہ مدارات کا ہے جس کا معنی ہے ظاہری خوش خلقی مثلاً مہمان نوازی وغیرہ یہ سب مسلموں کے لیے جائز ہے چوتھا درجہ معالات کا ہے ان سے تجارت کرنا یا اجرت و ملازمت اور صنعت و حرفت کے معاملات کرنا یہ بھی تمام غیر مسلموں سے جائز ہے بجز ایسی حالت کے کہ ان معاملات سے عام مسلمانوں کو نقصان کا اندیشہ ہو۔

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کافروں سے موالات کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ دینی حیثیت سے محبوب رکھنا یہ قطعاً حرام ہے دوسری صورت یہ ہے کہ دلی طور پر تو ان کے مذہب و نظریے سے نفرت ہے مگر معاملات دنیویہ میں ان سے خوش اسلوبی سے پیش آئے یہ بالاجماع جائز ہے تیسری صورت یہ ہے کہ دل سے تو ان کے مذہب کو برا سمجھے مگر قرابت داری یا دنیوی غرض کی وجہ سے ان کے ساتھ تعلقات رکھے اور ان کی اعانت کرے یا کسی وقت مسلمانوں کی جاسوسی کرے یہ صورت بھی سخت گناہ ہے [۲]

غیر اسلامی برادری کے لیے قرآن میں دو قسم کے احکام ہیں ایک معاشی تعلقات دوسرے جنگی تعلقات۔ معاشی تعلقات جن کو معاملات کا نام دیا گیا ہے ہر قسم کی غیر اسلامی برادری سے رکھے جا سکتے ہیں۔

---

[۱] معالم القرآن ج ۳ ص ۵۲۴

[۲] ایضاً ج ۳ ص ۵۲۶

مگر جنگی تعلقات کا نقشہ بالکل برعکس ہے جس کا مطالعہ آپ اسی آیت میں کر چکے ہیں؟

صرف ایک صورت مستثنیٰ ہے

ہاں ایک صورت ایسی ہے جس میں غیر مسلموں سے موالات جائز ہو جاتی ہے اور وہ ہے

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۔ یعنی ان کے شر سے بچنے کیلیے اگر موالات کر لی جائے تو مضائقہ نہیں مثلاً مسلمان کمزور ہیں ان کے پاس اتنی طاقت نہیں کہ وہ اپنی جان بچا سکیں تو جان کی حفاظت اور بچاؤ کی صورت میں وقتی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے موالات کر سکتے ہیں جیسے کہ میثاق مدینہ کی دستاویزات سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ نے مسلمانوں کی کمزور حالت کی وجہ سے بیرونی حملوں سے بچاؤ کے لیے غیر مسلمان سے معاہدے کئے مگر جب مجبوری نہ رہی اور اسلامی برادری کے ہاتھ مضبوط ہو گئے تو یہ معاہدے بوجوہ کالعدم قرار پا گئے؟

چوتھی دلیل

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ؕ[1]

ترجمہ: اور جنہوں نے راہ کفر اختیار کی وہ باہم ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ اور بہت بڑی گڑبڑ رونما ہو جائے گی؟

تشریح

یعنی کافر و مومن میں نہ حقیقی رفاقت ہے اور نہ ظاہر ہم آہنگی۔ بلکہ سب کفار تم سے عداوت و بغض میں ایک ہیں جب بھی موقع پائیں گے تو بہت جلد آپس میں فتنہ و فساد اور گڑبڑ پیدا کر کے تمہاری قوت کو دیمک لگا دیں گے۔

اس آیت میں بھی بعض شارحین نے ولایت کے دونوں معنی یعنی نصرت اور وراثت کو پیش نظر رکھ کر تشریح کی ہے مگر دوسرے شارحین نے ولایت کے مجازی معنی نصرت و استعانت کے لیے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ جہاں تک اسلام اور مسلمانوں کا تعلق ہے انکی عداوت میں سارے کفار باہم دست و بازو بن گئے ہیں لہٰذا تمہاری استعانت اعانت صرف مسلمانوں سے ہونی چاہیے امام رازی نے ان کے فتنہ و فساد کی تشریح بایں الفاظ کی ہے۔

---

[1] الانفال ۷۳/۱۰

۱۔ مسلمانوں کی کمزوری کے وقت میں اگر مسلمان کافروں سے ملیں گے جبکہ مسلمانوں کی عددی طاقت کم ہے اور کافروں کی زیادہ تو اس طرح موالات سے مسلمانوں کا کفر کی طرف میلان ہونے کا خطرہ ہے۔

۲۔ اگر مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی نہ ہوگی اور وہ غیر مسلموں کے کاسہ لیس ہونگے تو غیر مسلموں کی جرأت میں اضافہ ہوگا۔

۳۔ اس کے برعکس جب مسلمان آپس میں شیر و شکر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے دستگیر ہوں گے تو اسلامی قوت میں اضافہ ہوگا اور کفر اسلام کے زیر نگیں ہوگا [۱]

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ [۲]

ترجمہ: اور مومن مرد و عورتیں ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار ہیں۔

یعنی مسلمانوں میں باہم محبت اجتماعی ہے انفرادی نہیں اور وہ ایسے ہے جیسے ایک جسم اور اس کے مختلف اعضاء ایک عضو میں درد ہو تو سارا جسم درد محسوس کرتا ہے اور اس کی بے چینی اور تکلیف میں اسی طرح حصہ لیتا ہے جیسے خود اس کے اندر درد اُٹھ رہا ہو۔ یا مسلمان کی مثال اس دیوار کی ہے ایک اینٹ دوسری اینٹ سے سہارا لیتی ہے اس لیے غیر مسلموں سے اعانت و استعانت کا تو تصور بھی خیال فاسد ہے۔ یا مسلمانوں اور غیر مسلمین کا تعلق اجتماع ضدین کے مترادف ہے۔

پانچویں دلیل اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ [۳]

ترجمہ: وہ آپ کے ہرگز کام نہ آئیں گے اللہ کے بارے میں ذرہ بھی اور ظالم ایک دوسرے کے حامی و مددگار ہیں اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا حامی و مددگار ہے۔

---

[۱] معالم القرآن ج ۱۰ ص ۲۲۹ مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

[۲] توبہ ۷۱/۱۰

[۳] جاثیہ ۱۹

اس آیت میں کافروں کو ظالم سے تعبیر کیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ غیر مسلم کبھی بھی منصف اور رحم دل نہیں ہو سکتا مسلمانوں کے حق میں بلکہ ظالم ظالم کا ساتھی ہے۔ اس لیے ان سے خیر خواہی کی امید رکھنا ایسے ہے جیسے اونٹ کو سوئی کے ناکے میں داخل کرنا۔

اسلامی سیاست کا سنگ بنیاد خالص اسلامی برادری قائم کرنا ہے

چھٹی دلیل غزوہ بنی المصطلق میں پیش آنے والا ایک انصاری اور مہاجر کا جھگڑا اور دونوں طرف سے انصار و مہاجرین کو اپنی اپنی مدد کے لیے پکارنا۔ یہ وہ جاہلیت کا بت تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ دیا اور مسلمان کہیں کا رہنے والا ہو کسی رنگ اور زبان اور کسی نسل و قوم کا ہو سب کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا انصار و مہاجرین میں باقاعدہ مواخات کرا کر ان کی مشترک اسلامی برادری بنا دی تھی، مگر شیطان کا یہ پرانا جال ہے جس میں لوگوں کو پھنسا کر باہمی جھگڑوں کے وقت قوم و وطن زبان و رنگ وغیرہ کو تعاون و تناصر کی بنیاد بنا دیتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تعاون و تناصر کا اسلامی معیار حق و انصاف سب کے ذہنوں سے اوجھل ہو جاتا ہے صرف برادری اور قومیت وطنیت کی بنیاد پر تعاون اور تناصر کا اصول اپنایا جاتا ہے اس طرح وہ مسلمانوں کو مسلمانوں سے بھڑا دیتا ہے اس واقعہ میں بھی کچھ ایسی ہی صورت بن رہی تھی تو رسول کریم نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لیے فرمایا یہ جاہلیت اور کفر کا بدبودار نعرہ ہے اس سے بچو اور فرمایا کہ

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

یعنی مسلمانوں کو کسی کی مدد حاصل کرنے کے لیے معیار یہ ہونا چاہیے کہ وہ عدل و انصاف اور نیکی کے اصول کو اپنانے والے ہوں۔

اس واقعہ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ دشمنان اسلام آج سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کرنے کے لیے برادری اور وطنیت کا حربہ استعمال کرتے ہیں اور جب اور جس وقت موقع مل جاتا ہے اس سے کام لے کر مسلمانوں میں تفرقہ ڈال لیتے ہیں افسوس کہ زمانہ دراز سے پھر مسلمان اس سبق کو بھول گئے اور غیر مسلموں نے مسلمانوں کی اسلامی وحدت کو ٹکڑے

کرنے میں پھر وہی شیطانی جال پھیلا دیا اور عام مسلمان اس جال میں پھنس کر باہمی خانہ جنگیوں کے شکار ہو گئے۔

اور کفر و الحاد کے مقابلہ کے لیے ان کی متحدہ قوت پاش پاش ہو گئی صرف عربی و عجمی ہی نہیں بلکہ عربوں میں مصری، شامی، حجازی، یمنی، عراقی و کویتی بن گئے اور پاکستان میں پنجابی، بنگالی، سندھی، ہندی، سرحدی اور بلوچی باہم آویزش کا شکار ہو گئے دشمنان اسلام نے ہر طبقہ و گروہ کو تعاون و تناصر کا لالچ دے کر اپنا غلام بنا لیا ہے اور تمام مسلمان ان کے ہاتھوں کا کھلونا بنکر رہ گئے ہیں ۔ اس کی واضح مثال عراق و کویت کی خانہ جنگی ہے، غیر مسلم اتحادیوں نے محض اپنے مفادات کی خاطر اعانت مسلم کا اور امن عالم نعرہ لگایا اور ان قوتوں کو مزید بیس سال پیچھے دھکیل دیا ؟

کاش آج بھی مسلمان اپنے قرآنی اصول اور ہدایات رسول پر غور کریں غیروں کے سہارے جینے کی بجائے خود اسلامی برادری کو مضبوط بنائیں تو آج بھی نصرت خداوندی کا مشاہدہ کھلی آنکھوں سے ہونے لگے ؟[1]

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

تاریخ ہے شاہد کہ سر مرد مسلمان
کٹتا ہے تو کٹ جائے مگر جھک نہیں سکتا؟

اس موضوع پر قرآن مجید میں بے شمار آیات ہیں جن کی تشریح کی اس مختصر مقالے میں گنجائش نہیں ۔ صرف چند مزید آیات اور ان کا ترجمہ لکھا جاتا ہے اُن آیات کو بہ فریق ثانی جو غیر مسلموں سے استعانت کو ناجائز کہتا ہے اپنا مُستدل بناتے ہیں ۔

یایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء[2]

ترجمہ: اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں (غیر مسلموں) کو دوست نہ بناؤ ۔

---

[1] معارف القرآن مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ج ۸ ص ۲۵۴

[2] الممتحنہ ۱/۲۸

۷ ۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ [1]

ترجمہ : اور تم انہیں جہاں پاؤ ہلاک کر دو اور نکالو ان کو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکال دیا اور کفر سخت تر ہے قتل سے ۔

۸ ۔ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ [2]

ترجمہ : اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کفر نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا دین خالص ہو جائے اور اگر وہ باز آجائیں تو سوائے ظالموں کے کسی پر زیادتی نہ کرنا ۔

۹ ۔ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ [3]

ترجمہ : اور ان سے مقابلہ کرو یہاں تک کہ کفر باقی نہ رہ جائے اور دین سارا اللہ کا رہ جائے ۔

۱۰ ۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ نِ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ [4]

ترجمہ : یعنی جن پر ظلم کیا گیا انہیں مقاتلہ کی اجازت دے دی گئی ہے اور بلا شبہ اللہ ان کی مدد پر قادر ہے اور وہ لوگ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے اس جرم پر کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے ۔

۱۱ ۔ وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم [5]

---

[1]

[2]

[3] انفال

[4] حج ۴۰

ترجمہ: اور سب مشرکین سے قتال کرو جیسے کہ وہ تم سے لڑتے ہیں۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ [1]

ترجمہ: ان لوگوں سے جہاد کرو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے نہ یوم اخرت پر ایمان لائے اور نہ اس چیز کو حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا اور نہ یہ اہل کتاب سچے دین کو قبول کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ جزیہ دینے لگیں۔

حدیث قتال

۱۲۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یشہدوا ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویوتوا الزکوٰۃ فان فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم و اموالہم الا بحق الاسلام وحسابہم علی اللہ۔[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک مقابلہ کروں جب تک وہ کلمہ توحید اور رسالت محمدی پر ایمان نہ لے آئیں نماز نہ قائم کریں اور زکوٰۃ نہ دیں اور اگر وہ یہ سب کچھ کرنے لگیں تو اپنی جان و مال کو مجھ سے محفوظ کرلیں گے سوائے اس کے کہ اسلام کے اصول کے مطابق ان سے مواخذہ کی نوبت آئے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

۱۳۔ خدائے بزرگ و برتر نے قرآن کریم میں بہت سی آیات میں مسلمانوں کو ممانعت کی ہے کہ وہ کافروں کو دوست نہ بنائیں ان سے ربط و محبت کے تعلقات قائم نہ کریں ان آیات

---

[1]

[2]

سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان، غیر مسلموں کو نہ اپنا حلیف بنا سکتے ہیں نہ ان سے موالات کر سکتے ہیں ارشادِ ربانی ہے۔

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ [1]

ترجمہ: مسلمانوں کے لیے زیبا نہیں کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنائیں۔

۱۴۔ وَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ کَمَا کَفَرُوْا فَتَکُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِیَآءَ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا [2]

۱۵۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا [3]

ترجمہ: اے مسلمانو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر خدا کی کھلی حجت قائم کر لو۔

محاکمہ ڈاکٹر احمد الشلبی اپنی تصنیف العلاقات الدولیہ میں ان دونوں فریقوں میں محاکمہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

فقد راینا ان اعداء الاسلام تجمعوا ضد الاسلام فمن اللازم اولاً ان یجتمع المسلمون ویوالی بعضهم بعضاً وتجمع المسلمین شیٔ طبیعی فی مواجهة التجمع الذی اتخذ اساسه معارضة الاسلام ومحاربة المسلمین

---

[1] آل عمران آیت ۴ ع ۲۸

[2] النساء : ۸۹

[3] النساء : ۱۴۴

ونقصد بالخروج على هذا التجمع عدم الاستجابة للتعاون مع المؤمنين اما اذا وصل الخروج الى موالاة الاعداء فذالك خروج عن قانون الاسلام اوارتداد عن الاسلام[1]

ترجمہ: یقیناً ہم نے اسلام کے دشمنوں کو دیکھا ہے کہ وہ اسلام کی مخالفت میں متحد ہو چکے ہیں تو ہم پر بھی اولاً یہی لازم ہے کہ تمام مسلمان متحد و مجتمع ہو جائیں اور ایک دوسرے سے موالات و تعاون کریں اور مسلمانوں کا اتحاد ایک طبعی و فطری عمل ہوگا غیر مسلموں کے اس اجتماع کے مقابلہ میں جس کو اسلام کے مقابلہ کیلیے اساسی حیثیت حاصل ہے اور ہمارا مقصد اس اتحاد کے مقابلہ میں نکلنے سے یہی ہے کہ غیر مسلموں کا تعاون مسلموں کے لیے قبول نہ کریں اگر ہم دشمنان اسلام سے موالات کرتے ہیں تو پھر یہ قانون اسلام سے خروج ہوگا یا اسلام سے ارتداد کے مترادف ہوگا جیسے کہ آل عمران کی آیت ۲۸ سے واضح ہے۔

ڈاکٹر احمد الشلبی نے الاستعداد اللجہاد کے عنوان سے طویل بحث لکھی ہے جس کا نتیجہ یہی نکلتے ہیں کہ اس دور میں تو غیر مسلموں سے اعانت واستعانت تو آبیل مجھے مار والی مثال ہے۔ اور آخر میں آیت تحریر کرتے ہیں۔

ولنختم هذه القضية باٰية ذكرنا من قبل هى قوله تعالىٰ ولاتلقوا بايديكم الى التهلكة[2]

ہم اس قصّے کو اس آیت پر ختم کرتے ہیں جس کو ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو۔

وقد ربطها اكثر المفسرين بالحرب الى قوله فالامّة

---

[1] العلاقات الدوليه دكتور احمد الشلبى ص ۱۲۵ مكتبه النهضة المصرية

[2] البقره : ۹۵

التی لا تستعد و لا تضحی ببعض مالها و بعض رجالها
تجلب الذلة والفناء لکل الرجال و کل الاموال [1]

اکثر مفسرین نے اس آیت کو جنگی حالات کے ساتھ مربوط کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے مراد جہاد کے لیے اپنے مال اور جان کو قربان نہ کرنا ہے تو جب امت مسلمہ مالی اور جانی قربانی دینے سے کترانے لگتی ہے تو پھر یہ صورت ان کے تمام مال اور رجال یعنی مردوں کو ہلاکت و تباہی کی طرف لے جاتی ہے لہذا اگر ہم اپنی بقا چاہتے ہیں تو پھر غیر مسلموں سے اتحاد اور استعانت کی بجائے مسلمانوں سے اتحاد اور استعانت کی راہ اپنائیں۔

قارئین کرام: اب تک آپ نے علماء عصر کے دو فریق کا نظریہ و دلائل پڑھے لیکن آپ کے اذہان میں تصور پیدا ہوگا کہ ان دو فریق سے مراد کون ہیں۔

لِلْعَاقِلِ یَکْفِیْ الْاِشَارَۃُ کے قول کے مطابق صرف اشارہ کر دیتے ہیں کہ اس مسئلے پر بحث اس وقت زوروں پر تھی جب تقسیم ہند کی تحریک چل رہی تھی علماء کا ایک فریق موالات بالکفار کی صورت میں غیر مسلموں سے ہر قسم کی استعانت کو جائز کہہ رہا تھا اور ایک فریق ناجائز

ہر دو افکار پر محاکمہ جو علماء استعانت بالکفار کے جواز کے قائل ہیں وہ اَلْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ کی تعبیر اختیار کرتے ہیں۔

اور کہتے ہیں اس صورت میں غیر مسلموں کی فتنہ انگیزی سے بچنے کی راہ نکل سکتی ہے اور امن و امان کی بے شمار صورتیں نکلتی ہیں؟

اور جو علماء عدم جواز کے قائل ہیں وہ آیات قتال اور غیر مسلموں کی جبلّی اسلام دشمنی کی بنا پر ان کے کردار سے غیر مطمئن ہو کر استعانت بالکفار کو ناجائز کہتے ہیں۔

آپ کے ذوق طبعی کے لیے اب ہم فقہاء کے اقوال بھی پیش کر دیتے ہیں تاکہ اس مسئلے پر مزید روشنی حاصل کی جا سکے۔

فقہاء امت کے اقوال قال فی النیل والی عدم جواز الاستعانۃ بالمشرکین ذهب

[1] العلاقات الدولیہ دکتور احمد الشلبی ص ۱۲۹

جماعة من العلماء وهو مروی عن الشافعی وحکی فی البحر عن ابی حنیفة واصحابه انها تجوز الاستعانة بالکفار والفساق حیث یستقیمون علی اوامره ونواهیه [1]

نیل الاوطار میں ہے کہ مشرکین سے استعانت (مدد) کے عدم جواز کی طرف علماء کی ایک بہت بڑی جماعت گئی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی قول مروی ہے اور بحر الرائق میں امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا قول لکھا ہے کہ وہ کفار اور فساق (بدکردار) لوگوں سے استعانت کو جائز کہتے ہیں جبکہ غیر مسلم اور فساق اسلامی حکومت کے قانون اور رائے کے تحت کام کر رہے ہوں۔

وشرط بعض اهل العلم لا تجوز الاستعانة بالکفار والفساق الا حیث مع الامام جماعة من المسلمین یستقل بهم فی امضاء الاحکام الشرعیة علی الذین استعان بهم لیکونوا مغلوبین لا غالبین کما کان عبد الله بن اُبیّ ومن معه من المنافقین مما یخرجون للقتال مع النبی صلی الله علیه وسلم وهم کذالک [2]

اور بعض اہل علم نے شرط لگائی ہے کہ غیر مسلموں اور فاسقوں سے دفاعی امداد لینا اس وقت جائز ہے جبکہ امام (حکمران) کے ساتھ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت ہو کہ امام (حکمران) ان کی مکمل حمایت کی وجہ سے غیر مسلموں پر قوانین شرعیہ (جنگی ضابطے) نافذ کر سکتا ہو اور غیر مسلم مغلوب ہوں غالب نہ ہوں جیسے کہ عبد اللہ بن اُبی اور اس کی منافق جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال (جنگ) کے لیے نکلتی تھی اور ان کی یہی حالت (مغلوب ہونا) ہوتی تھی۔

---

[1] اعلاء السنن مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱۲ ص ۵۰ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی۔

[2] ایضاً ج ۱۲ ص ۵۱

اس کے برعکس جب غیر مسلموں کی طاقت افرادی و مادی زیادہ ہو اور مسلمان ان کے ماتحت ہو کر جنگ کر رہے ہوں تو غیر مسلموں سے امداد لینا جائز نہ ہوگا۔

عدم جواز کے مستدلات

والحاصل ان الظاهر من الادلة عدم جواز الاستعانة بمن كان مشركا مطلقًا لما فى قوله صلى الله عليه وسلم انا لا نستعين بالمشركين من العموم وتمام الحديث هذا عن عائشة رضى الله عنها قالت خرج النبى صلى الله عليه وسلم قبل بدر فلما كان بحرة الوبرة ادركه رجل كان تذكر منه جرأة ونجدة ففرح به اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم حين رأوه فلما ادركه قال جئت لاتبعك فاصيب معك فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم تؤمن بالله ورسوله قال قال لا قال فارجع فلن استعين بمشرك [1]

ترجمہ: حاصل کلام یہ کہ دلائل سے ظاہراً تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً مشرکین سے مدد لینا جائز نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم مشرکین سے مدد نہیں لیتے۔ اور مکمل حدیث یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کی طرف جا رہے تھے تو ایک شخص حرة الوبرة اور ایک روایت میں مقام بیدار تک پہنچ چکے تو ایک شخص آپ کے پاس آن پہنچا جو جرأت اور بہادری میں بہت مشہور تھا اور جنگی تجربہ کار بھی تھا اصحاب رسول بہت خوش ہو گئے اس کو دیکھ کر۔ جب وہ آپ کے قریب آیا اور کہنے لگا میں آپ کی کمان میں لڑائی میں شریک ہونا چاہتا ہوں اور آپ کے ساتھ رہ کر ہر قسم کی مصیبت و تکلیف اٹھانے کو تیار ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اعلاء السنن مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱۲ ص ۵۱۔ ۵۰ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی۔

نے پوچھا کیا تو اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا واپس لوٹ جا ہم مشرک (غیر مسلم) سے امداد نہیں لیتے ۔

دوسری حدیث عن خبیب بن عبد الرحمٰن عن ابیہ عن جدہ قال اتیت النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یرید غزوًا انا ورجل من قومی ولم نسلم فقلنا انا نستحی ان یشھد قومنا مشھدًا لا نشھدہ معھم فقال اَسْلَمْتُمَا فقلنا لا - فقال انا لا نستعین بالمشرکین علی المشرکین فاسلمنا وشھدنا معہ رواہ احمد والشافعی والبیھقی والطبرانی [1]

حضرت خبیب بن عبد الرحمٰن اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ کسی غزوہ کے لیے جا رہے تھے ہم نے عرض کی کہ ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم تو جنگ میں شریک ہو اور ہم ان کے ساتھ نہ جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم اسلام لا چکے ہو ۔ ہم نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا ہم مشرکین کے مقابلہ میں مشرکین سے امداد نہیں لیتے ۔ تو ہم مسلمان ہو گئے اور آپ کے ساتھ اس غزوہ میں شریک ہوئے روایت کیا احمد اور شافعی اور بیہقی اور طبرانی نے اور اسکے راوی ثقہ ہیں ؟

وفی شرح السیر ایضًا لا ینبغی للمسلمین ان یقاتلوا اھل الشرک مع اھل الشرک لان الفئتین حزب الشیطان وحزب الشیطان ھم الخاسرون فلا ینبغی للمسلم ان ینضم الی احد الطائفتین فیکثر سوادھم ویقاتل دفعا عنھم وھذا لان حکم الشرک ھو الظاھر واعلم

---

[1] نیل الاوطار ج ۷ ص ۱۲۵، اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۱

انما یقاتل لنصرة اهل الحق لاظهار اهل الشرك ولا ینبغی ان یقاتل احد من اهل العدل احدًا من الخوارج مع قوم اٰخرین من الخوارج اذا کان حکم الخوارج هو الظاهر لان اباحة القتال مع الفئة الباغیة من المسلمین ان رجعوا الی امر الله [1]

ترجمہ: اور شرح السیر میں ہے کہ مسلمانوں کے لیے مناسب نہیں کہ مشرکوں کے ساتھ مل کر مشرکوں کے خلاف جنگ کریں کیونکہ دونوں جماعتیں شیطان کا گروہ ہیں اور شیطان کا گروہ خسارے میں ہوتا ہے لہذا مسلمان کو مناسب نہیں کہ وہ کسی ایک گروہ کے ساتھ مل کر ان کی جماعت کو بڑھائے اور ان کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے کیونکہ شرک کا حکم تو ظاہر ہے (کہ شرک ظلم عظیم ہے) اور مسلمان تو اہل حق کی نصرت کے لیے لڑتا ہے اہل شرک (یعنی غیر مسلم) کے غلبے کے لیے تو نہیں لڑتا۔

نیز اہل عدل (مسلمان) کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ خوارج (باغی گروہ) کے ساتھ مل کر خارجیوں کے مقابلہ میں لڑیں کیونکہ خوارج کا حکم بھی ظاہر ہے (کہ وہ اسلام سے خارج ہیں) بلکہ مسلمانوں کو یہ جائز کر دیا گیا ہے کہ وہ اس باغی گروہ سے قتال کریں تاکہ وہ اللہ کے حکم کی طرف واپس لوٹ آئیں۔

تاہم ان مستدلات سے واضح ہو رہا ہے کہ کسی قسم کے غیر مسلم کی امداد لینا درست نہیں خواہ وہ خوارج کی شکل میں ہوں یا مشرک اور اہل کتاب کی شکل میں۔ کیونکہ یہ سب حزب الشیطان ہیں۔

استعانت بالکفار کے جواز کے مستدلات

عن ذی مخبر قال سمعت رسول الله

---

[1] اعلاء السنن ج ۱۳ ص ۵۵ کتاب السیر

صلی اللہ علیہ وسلم یقول ستصالحون الروم صلحاً و تغزون انتم وهم عدوًا من ورائكم رواه احمد و ابو داؤد ورجال اسناد ابی داؤد و رجال الصحیح [1]

ترجمہ: حضرت ذی مخبر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تم عنقریب اہل الروم (نصاریٰ) سے صلح کروگے وہ اور تم اکٹھے مل کر ایک تیسری قوم (یہود) کے ساتھ جنگ کروگے۔

۲۔ عن الزهری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استعان بناس من الیهود فی خیبر فی حربه فاسهم لهم رواه داؤد فی مراسیله وفی روایة ابن عباس استعان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزاد ولم یسهم لهم [2]

امام زہری فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد حاصل کی یہودیوں سے خیبر کے موقع پر انہیں کے خلاف جنگ کرنے میں اور مال غنیمت میں سے بھی ان کو حصّہ دیا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے امداد تو لی مگر حصّہ نہیں دیا۔

قلت فیه جواز الاستعانة بالکفار فمن خصصه باهل الکتاب کالطحاوی یتخلص عنه بان الروم من اهل الکتاب فلا اشکال ومن قال بالعموم یقیده بکون الاسلام هو الظاهر علیهم یومئذٍ واللہ اعلم [3]

مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں غیر مسلموں سے امداد لینے

---

[1] نیل الاوطار ج ۷ ص ۱۲۷ ۔ اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

[2] التلخیص الحبیر لابن الحجر ج ۲ ص ۳۶۹ اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

[3] اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

کی اجازت اور جواز معلوم ہو رہا ہے پھر امام طحاوی جیسے لوگوں نے اس کو اہل کتاب کے ساتھ خاص کیا ہے کہ رومیوں سے مراد اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہیں تو کوئی اشکال نہیں اور جس نے اس کو عام رکھا ہے یعنی سب غیر مسلم مراد لیے ہیں تو پھر وہ اس کو مقید کرتے ہیں اس بات کے ساتھ اس وقت اسلام کا غلبہ ہوگا۔ ایسی حالت میں غیر مسلموں سے امداد لینا جائز ہے۔

کیا اہل کتاب بھی مشرک ہیں

والصحیح ما اخبرنا الحافظ ابو عبد اللہ فساق بسندہ الی ابی حمید الساعدی قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا خلف ثنیۃ الوداع اذ کتیبۃ قال من ھؤلاء قالو بنی قینقاع رھط عبد اللہ بن سلام قال واسلموا قالوا لا قال قل لھم فلیرجعوا فانا لا نستعین بالمشرکین [1]

ترجمہ: حافظ عبد اللہ نے ابو حمید ساعدی کی سند سے جو ہمیں خبر دی ہے وہ زیادہ صحیح ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ کے لیے ثنیۃ الوداع کے قریب پہنچے تو ایک چھوٹا سا لشکر وہاں موجود تھا آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو جواب ملا کہ یہ عبد اللہ بن سلام کا قبیلہ بنو قینقاع ہے آپ نے پوچھا کیا مسلمان ہو چکے ہیں جواب ملا نہیں تو آپ نے فرمایا ان کو کہو واپس چلے جائیں ہم مشرکوں سے امداد نہیں لیتے۔

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قلت وھذا یرد علی من جوز الاستعانۃ باھل الکتاب فان بنی قینقاع من الیھود [2]

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اس روایت سے ان لوگوں پر اعتراض وارد ہوتا ہے

---

[1] التلخیص ج ۲ ص ۳۶۹

[2] اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

جو اہل کتاب سے امداد لینا جائز سمجھتے ہیں کیونکہ بنی قینقاع یہودی تھے مگر آپ نے انہیں مشرکین کہہ کر واپس کر دیا۔

لیکن اس اعتراض کا یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ چونکہ آپ کو علم تھا کہ ان کے عقائد مشرکانہ ہو چکے ہیں لہٰذا ان کا حکم مرتدین کی طرح ہو گیا۔ یعنی جو لوگ اسلام سے مرتد ہو کر یہودیت یا نصرانیت اختیار کر لیں تو جس طرح ان کا حکم اہل کتاب کی طرح نہیں ہوتا اسی طرح بنو قینقاع بھی یہودیت سے شرک کی طرف چلے گئے تھے۔ تو آپ نے ان سے امداد نہ لی؟

نتیجہ نتیجہ یہ نکلا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کا جب عقیدہ مشرکانہ ہو پھر بالاجماع ان سے امداد لینا جائز نہیں (موجودہ زمانہ کے اہل کتاب تو حقیقۃً مشرکانہ نظریات رکھتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند یسوع مسیح کہتے ہیں اور ان کے مصلوب ہونے کے بھی قائل ہیں گلے میں نکٹائی باندھتے ہیں یہ اسی عقیدہ کے اظہار ہی کی تو علامت ہے) (مرتب)

احناف علماء کی رائے

ولعله صلى الله عليه وسلم سماهم مشركين لكونهم من خلفاء عبد الله بن ابي بن سلول فهولاء لما حالفوا المنافق صاروا كالمشركين فكان لهم حكمهم فلذالك منعوا وسموا مشركين قاله الطحاوي كما في المختصر[1]

ترجمہ: شاید کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مشرکین رکھا اس بنا پر کہ انہوں نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول کے ساتھ حلیفی اختیار کر لی تھی جب یہودی منافقوں کے حلیف بن گئے تو وہ بھی مشرکین کی طرح بن گئے تو ایسے یہودیوں کا حکم مشرکین رکھ دیا گیا ہے جیسے کہ امام طحاوی نے المختصر ج ۱ ص ۱۴۶ میں کہا ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ

بان بنی قینقاع کانوا اهل منعة یومئذ وکانوا لا یقاتلون

---

[1] شرح السیر ج ۳ ص ۱۸۷، اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

تحت رایة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندنا اذا کانوا بھذہ الصفۃ فانہ یکرہ الاستعانۃ بھم کذا فی شرح السیر[1]

ترجمہ: کہ بنو قینقاع کو اس یوم اس لیے منع کیا گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے نہیں لڑنا چاہتے تھے (یعنی وہ آپ کی ماتحتی میں جنگ میں شریک نہیں ہو رہے تھے بلکہ وہ دراصل عبداللہ ابن ابی منافق کی امداد کے لیے آئے تھے) اور عندالاحناف اس صفت کے لوگوں سے امداد لینا مکروہ ہے۔

عندالاحناف غیر مسلموں سے استعانت کی اہم شرائط

جب ہم ان سب احادیث اور اقوال پر تدقیقی نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں غیر مسلموں سے امداد حاصل کرنے کے لیے اہم شرطیں مندرجہ ذیل معلوم ہوتی ہیں۔

۱ ۔ یہ کہ وہ حکومت اسلامیہ کے امر و نواہی (قوانین وضوابط) کے پابند رہیں گے۔

۲ ۔ مسلمان حکمرانوں کے پاس اتنی قوت ہو کہ وہ ان غیر مسلموں پر غالب رہیں گے نہ کہ مغلوب۔

۳ ۔ غیر مسلم ظاہراً و باطناً مخلصانہ طور پر مسلمانوں کی امداد کے لیے آئے ہوں نہ کہ اپنے غیر مسلموں کی حمایت کے لیے جیسے کہ بنو قینقاع منافقین کی مدد کے لیے آئے تھے؟

۴ ۔ ضرورت کے وقت جبکہ مسلمانوں کی داخلی و خارجی طاقت کمزور ہو جیسے کہ میثاق مدینہ کے اسباب و علل سے واضح ہوتا ہے۔

۵ ۔ جبکہ ان کو ایسے عہدے و اختیارات نہ سپرد کئے گئے ہوں کہ جن سے ان کو اعزاز ملتا ہو اور مسلمانوں کو ذلت (مثلاً ویٹو کا حق) جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو منع کر دیا تھا کہ غیر مسلم کو منشی بھی نہ بنایا جاوے۔

۶ ۔ جبکہ امید ہو کہ ان سے امداد لینے میں ان کے اسلام لانے کی امید ہے۔

ان سب شرائط سے مفہوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم مجاہدین سے دفاعی استعانت ہرگز

---

[1] شرح السیر ج ۳ ص ۱۸۷ اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

جائز نہیں اور غیر مسلم منافقین سے بعض مصالح کی بنا پر امداد لی جا سکتی ہے جبکہ وہ اپنے عقائد اور نظریات کا پرچار نہ کریں ۔

زہر بن جائے جو زندگی کے لیے
مجھ کو ایسا نوالہ نہیں چاہیے

ایک فتویٰ کی نقل | **سوال :** کیا نبی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کو شریک کر کے جنگ کی ہے ۔ المستفتی نمبر ۲۵۱۶ ۱۶ جولائی ۱۹۳۹ء سنہ ۱۳۵۸ھ جمادی الآخر ۔

جواب : یہود کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے اور درمختار میں ہے

مفادة جواز الاستعانة بالكافر عند الحاجة وقد استعان عليه الصلوة والسلام باليهود على اليهود [1]

یعنی عبارت ماقبل کا مفاد یہ ہے کہ کافر سے حاجت کے وقت جنگ میں مدد لینا جائز ہے اور آنحضرت نے یہود کی ایک جماعت سے دوسری جماعت کے خلاف مدد لی اس کے بعد یہ ذکر فرمایا کہ آنحضرت نے غزوہ بدر میں تو کافر کی مدد لینے سے انکار کر دیا تھا مگر اس کے بعد غزوہ خیبر میں یہود بنی قینقاع سے اور غزوہ حنین میں صفوان بن امیہ مشرک سے مدد لی ۔ تو غزوہ بدر میں استعانت سے انکار فرمانا اس لیے تھا کہ مدد لینا نہ لینا دونوں باتیں جائز تھیں یا اس لیے مدد نہ لی کہ غزوہ بدر میں مدد لینا جائز نہ تھا پھر غزوہ حنین میں یہ حکم منسوخ ہو گیا تو آپ نے ان سے مدد لے لی [2]

فتویٰ نمبر ۲ | کفار و مشرکین سے موالات کرنا جائز ہے یا نہیں ۔ ۲ ۔ ہندو کافر اور مشرک ہیں یا اہل کتاب ۔

---

[1] درمختار ج ۳ ص ۲۵۵ ۔ [2] کفایت المفتی ج نہم ص ۳۹۵ مطبوعہ کراچی ۔

جواب : ہندوستان کے ہندوؤں کے ساتھ تمام محکموں میں تجارت صنعت زراعت میں مسلمانوں کا علیحدہ رہنا تو مشکل ہے اس لیے ان کے ساتھ اپنے دین کی حفاظت کے ساتھ شرکت مباح ہے ہندو اور اہل کتاب دونوں کافر اور مشرک ہیں اور اہل کتاب زیادہ مضر ہیں کیونکہ آج کل مادی طاقتیں زیادہ تر ان کے ہاتھ میں ہیں اسی طرح انگریزوں میں سینکڑوں نام ایسے لیے جا سکتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی سلطنتوں کو تباہ کیا اور مسلمانوں کی قوت و شوکت مٹائی اور آج بھی مٹا رہے ہیں [۱]

اسی طرح کفایت المفتی جلد نہم صفحہ ۴۳۵ پر ایک فتویٰ ترک موالات بالکفار لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دشمنانِ خدا اور رسول اور دشمنان اسلام اور مسلمین سے ترک موالات کرنا ایک مذہبی فریضہ ہے۔

موجودہ دور کے علماء کے فتاویٰ کی روشنی میں بھی ہم اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ موجودہ حالات میں غیر مسلموں سے استعانت مسلمانوں کے لیے سخت مضر ہے کیونکہ آج کل کے غیر مسلموں کے نظریات اور خیالات مسلمانوں کے بارہ میں بہت خطرناک ہیں اور ان کے اتحاد صرف اسی بنا پر ہیں کہ مسلمانوں کی قوت و شوکت کو بالکل ختم کر دیا جائے اور ان کو خالی ہاتھ کر کے اپنی گیند بنا لیا جائے۔ اور جہاں چاہیں جدھر چاہیں ان کو پھینک دیا جائے۔

غضب ہے کہ پابند اغیار ہوکر مسلمان رہ جائیں یوں خوار ہوکر
اٹھے ہیں جفا پیشگانِ مہذّب ہمارے مٹانے پہ تیار ہوکر
تقاضائے غیرت یہی ہے عزیزو !
کہ ہم بھی رہیں ان سے بیزار ہوکر،

غیر مسلموں کے نظریہ کی ایک مثال

مسجد اقصیٰ پر اسرائیلی قبضہ کے بعد ایک یہودی سردار حاخام اکبر نے کہا مسجد اقصیٰ پر قبضہ کر لینے کے بعد یقیناً ہمیں خوشی ہوئی ہے لیکن ہماری یہ خوشی اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی

---

[۱] کفایت المفتی ج ۹ ص ۴۳۳ مطبوعہ سکندر علی تاجران کتب کراچی

جب تک ہم مدینہ منورہ میں اپنے پرانے مکانوں اور قلعوں کو واپس نہ لے لیں اور جب تک ہم مدینہ کے ایک ایک باشندے کے ساتھ قتل وخون کا وہی معاملہ نہ کریں جو مسلمانوں نے ہمارے بڑوں بنی قریظہ بنی قینقاع بنو نضیر اور اہل خیبر کے ساتھ کیا تھا [1]

نیز سقوط بیت المقدس کے موقع پر امریکہ نے کسی لگی لپٹی کے بغیر واضح الفاظ میں کہا تھا کہ امریکہ مشرق وسطیٰ کی موجودہ ریاستوں کی سرحدوں میں کسی رد و بدل کی اجازت نہیں دیگا اور عقبہ کی ناکہ بندی کو وہ خلاف قانون قرار دیتا ہے یعنی امریکہ عربوں کو یہ اجازت نہیں دیگا کہ وہ اسرائیل کو ختم کرنے کے لیے کوئی فوجی کاروائی کریں اور اگر ایسی کوئی کاروائی ہوئی تو امریکہ ہر ممکن خرابی اور مزاحمت کرنے سے نہیں رکے گا [2]

امریکہ کے اس ریمارکس سے کیا قرآن مجید کی اس آیت کی تائید نہیں ہوجاتی ۔

یاایها الذین امنوا لاتتخذوا الیهود والنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض [3]

ترجمہ :۔ اے مسلمانو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے خلاف سازشوں میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ۔ اسی طرح کے خوفناک جارحانہ عزائم ہر غیر مسلم کے روز آخر تک جاری ہیں اور جاری رہیں گے خلیج کے مسئلہ پر ذرا نظر ڈالئے تو کفر اپنے تمام تر عزائم کے ساتھ منافقانہ اور عیارانہ چال چل کر مسلم قوت کو پاش پاش کرتا دکھائی دے رہا تھا ؟ عجیب چال کے ساتھ پہلے کویت کی داخلی قوت کو ختم کیا پھر عراق اور سعودی شوکت خاک میں ملا کر رکھ دی ؟ اب اس کی نظر پاکستان پر ہے ؟ اگر غیر مسلم ہمارا بھی خواہ ہوتا تو کشمیر میں ظلم و ستم ختم کرنے کے لیے ذرہ تو رحم کھاتا اور اقوام متحدہ و سلامتی کونسل کی پاس شدہ قرار دادوں پر عملدر آمد کے لیے کبھی تو ویٹو کا حق استعمال کرتا ۔

---

[1] عرب و اسرائیل مرتبہ عارف دھلوی ص ۷۶ مکتبہ فرینڈز پبلیکیشنز حسین آگاہی ملتان

[2] ایضاً ص ۷۷

حکمت مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
ہوگیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز

(اقبال)

سوال: اس مسئلے میں کہ غیر مسلموں سے استعانت لینا غیر مسلموں کے مقابلہ تو علماء امت نے مختلف توجیہات اور آراء پیش کی ہیں۔ اب سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ اگر مسلم ریاست پر مسلم ریاست ہی حملہ آور ہو تو ایسی صورت میں غیر مسلموں سے امداد لینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: وقد روی عن الشافعی المنع من الاستعانة بالکفار علی المسلمین لان فی ذالک جعل سبیل الکافر علی المسلم وقد قال اللہ تعالیٰ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً [1]

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں غیر مسلموں سے امداد لینا منع ہے کیونکہ اس میں کافر کو مسلمان پر غلبہ کا راستہ دینا ہے اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہرگز نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے مؤمنوں پر کوئی راستہ۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے واضح ہوگیا کہ اگر مسلم ریاستیں آپس میں حملہ آور ہو تو انہیں غیر مسلموں سے امداد لینا جائز نہیں بلکہ انہیں صلح کی راہ اختیار کرنی چاہیے جیسے کہ قرآن مجید کی ان آیت سے واضح ہوتا ہے فرمایا کہ:

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا

---

[1] اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۱ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ [1]

ترجمہ۔ اگر مسلمانوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو پھر اگر ایک گروہ بغاوت کرے دوسرے پر تو تم سب لڑو اس باغی گروہ سے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر اگر وہ گروہ لوٹ آیا تو ان دونوں میں صلح کرا دو انصاف کے ساتھ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں۔

سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں سو ملاپ اور صلح کرا دو اپنے دو بھائیوں میں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تشریح سبب نزول آیت کا تو مسلمانوں کے دو گروہوں کا آپس میں تصادم ہے اس آیت کے اصل مخاطب تو اولوالامر اور ملوک ہیں جن کو قتال اور جہاد کے وسائل حاصل ہیں اور بالواسطہ تمام مسلمان اس کے مخاطب ہیں کہ وہ اس معاملے میں اولوالامر کی اعانت کریں اور حکم یا امیر نہ ہو وہاں دونوں کو ترک قتال پر آمادہ کریں ورنہ دونوں گروہوں سے الگ رہیں (کما فی بیان القرآن)

مسائل متعلقہ مسلمانوں کے دو گروہوں کی باہمی لڑائی کی چند صورتیں ہیں ایک یہ کہ دونوں جماعتیں امام المسلمین کے تحت ولایت ہیں یا دونوں نہیں یا ایک ہے ایک نہیں پہلی صورت میں عام مسلمانوں پر لازم ہے فہمائش کر کے ان کو باہمی جنگ سے روکیں اگر فہمائش سے باز نہ آئیں تو امام المسلمین پر اصلاح کرنا واجب ہے اگر حکومت اسلامیہ کی مداخلت سے دونوں فریق جنگ سے باز آگئے تو قصاص اور دیت کے معاملے جاری ہونگے اور اگر باز نہ آئیں تو دونوں فریقوں کے ساتھیوں کا معاملہ کیا جاوے گا اگر ایک باز آگیا اور دوسرا ظلم و تعدی پر جما رہا تو دوسرا فریق باغی ہوگا تو ان کو گرفتار کر کے توبہ کا حکم دیا جاوے اور ان سے آلات جنگ سلب کر لیے جاویں [2]

---

[1] الحجرات آیت ۹-۱۰ پ۲۶

[2] معارف القرآن مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ج ۸ ص ۱۱۱

اس آیت سے علماء نے یہی صورت مستنبط کی ہے کہ مسلم ریاستوں کے تنازعات باہم مسلمانوں کو طے کرتے چاہئیں نہ کہ غیر مسلموں کو اس میں ثالثی بنا کر مسلم اختیارات کو سلب کیا جاوے ورنہ غیر مسلموں کو مسلمانوں پر تسلط کی راہ دینے کے مترادف ہوگا جو کہ بالاجماع ممنوع اور ناجائز ہے کیونکہ پہلے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ غیر مسلموں سے استعانت صرف اسی حد تک جائز ہے کہ وہ مغلوب ہوں غالب نہ ہوں؟

اس لیے موجودہ حالات میں استعانت بالکفار علی الکفار بھی مناسب نہیں تو استعانت بالکفار علی المسلمین کیسے صحیح ہے اس کا مطلب تو وہی ہوا (آبیل مجھے مار)

سورۃ نساء کی آیت نمبر ۵ میں بتایا جا چکا ہے قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ کہ مسلمانوں کے بارہ میں غیر مسلموں کا بغض ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا ہے (برتن کے اندر جو کچھ ہوتا ہے وہی نکلتا ہے) تو لازماً ان کے دلوں میں بھی بغض بھرا ہوا ہوگا اگر ہم ان سے مدد لیتے ہیں تو ہمدردی کے روپ میں ان کو مسلمانوں کے ختم کرنے کا موقع بآسانی مل جائے گا۔

تاک میں بیٹھے ہیں مدت سے یہودی خونخوار
جن کی روباہی کے آگے ہیچ ہے زور پلنگ

اس لیے آج کے مسلمانوں کا یہ دینی فریضہ ہے کہ بقدر استطاعت ایٹمی قوت، جدید ترین میزائل ٹینک طیارے وغیرہ خود تیار کریں اور اپنا دفاع خود کریں اگر اپنے آپ کو کمزور سمجھتے رہیں گے تو

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

مسلم ممالک کو جو اللہ تعالیٰ نے تیل کی قوت دی ہے یہ تو ایسے ہے جیسے جسم کے لیے روح۔
اگر جسم (ٹینک طیارے وغیرہ) غیر مسلم کے پاس ہے تو روح (تیل) تو مسلم کے پاس ہے جب تک ان کے جسموں میں یہ روح ہی نہ ڈالیں تو وہ جسم کیسے حرکت کر سکتے ہیں تمام مسلم ممالک اپنی علیحدہ متحدہ کونسل قائم کر کے کسی ایک نہج پر مستقیم ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں غیر مسلم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

رہے ہیں، اور ہیں، فرعون میری گھات میں ابتک
مگر کیا غم کہ میری آستین میں ہے یدِ بیضا

اسلیے تو کب تک محکومی کے پنجرے میں بند رہے گا آزادی کے لیے حرکت کرنا تیرا کام ہے اور پنجرے کے تارے کو توڑ کر آزاد کرنا اللہ کا کام ہے جیسے یوسف علیہ السلام نے زلیخا کے پھندے سے نکلنے کے لیے دوڑ لگائی تو بند دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے ہمت مرداں مدد خدا۔

کب تک رہے محکومیٔ انجم میں میری خاک
یا میں نہیں یا گردشِ افلاک نہیں ہے
شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو

اسلیے اب یورپ کی غلامی سے آزاد ہو کر صرف اللہ پر بھروسہ کریں اور نتیجہ دیکھیں کیا بدر و حنین کی طرح نصرت خداوندی آتی ہے یا نہیں۔

یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو
مجھ کو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں

آزادی کا ہر لمحہ پیامِ ابدیت
محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگِ مفاجات

اسلام میں بیع فاسد کا تصور

محفوظ احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد

تمام ادیانِ الہامی و غیر الہامی میں اسلام کو متعدد اعلیٰ انفرادی خصوصیات حاصل ہیں۔ جن میں سے ایک خصوصیت اس کی جامعیت و اکملیت ہے اسلام جہاں تمام انسانیت کو معتقدات، عبادات اور اخلاقیات کی تعلیمات سے بہرہ ور کرتا ہے وہاں معاملات کے اعلیٰ اصولوں سے بھی مستفید کرتا ہے۔

اسلام میں معاملات کے معنی باہمی لین دین اور خرید و فروخت کے ہیں۔ کتب فقہ میں ان مسائل کے لیے کتاب البیوع کے تحت ابواب قائم کئے گئے ہیں جن میں بیع و شرا کے ارکان و شرائط و اقسام اور دیگر مباحث کے ساتھ ساتھ ان اسباب کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جن سے کوئی بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں بیع فاسد ہی کے متعلق چند جدید مسائل کے تناظر میں بحث کی جائے گی۔

بیع و شرا کا لغوی مفہوم

بیع کی جمع بیوع ہے اور یہ مصدر ہے اس کا شمار اضداد میں ہوتا ہے۔ یعنی بیع کا لفظ خرید و فروخت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ لفظ اپنی احادیث میں دونوں معانی میں استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) نے یہ حدیث اپنی سنن میں نقل کی ہے جس کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کیا ہے۔

"نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیع احدکم علی